

عورتوں کے معاشرتی، معاشی اور سیاسی حقوق: سیرت طیبہ کی روشنی میں

Social, Economic and Political Rights of women In the Light of Seerat-e-Taiba

Dr. Bashir Ahmad Malik
Lecturer Islamic Studies, UAJK
Email: malikbashir661@gmail.com

Dr. Riffat Shaheen
Lecturer Islamic Studies, Jamia Tul Muhsanat College, Mansehra
Email: riffatshaheen22@yahoo.com

Dr. Riaz Ahmed Siddiqui
Visiting Lecturer IBHM, Dow medical University Karachi
Email: rasiddiqui47@gmail.com

ISSN (P): 2708-6577
ISSN (E): 2709-6157

ABSTRACT

In an Islamic state, women have the same rights as men, and women have the same duties as men. As citizens, there is no difference between a Muslim man and a woman, but both have rights and duties. And the scope of responsibilities is different. The concept of equality of male weight, given in Islam, means that just as man is an essential element of this system of universe, so is woman an essential element of it.

Just as Allah has endowed men with special abilities, so too women have been endowed with special abilities, but socially, economically and politically, the responsibilities of women have also been determined in order to maintain stability in social life. Islam has kept woman free from the charges of collective activities of society and civilization, so that she may easily lead a life according to her natural needs.

This article will discuss women's rights and their role in individual as well as in collective life and will discuss their contribution in a comprehensive manner.

Keywords: women, Social, Economic, Political, rights, equality, responsibilities, comprehensive manner.

Keywords: Social, Economic, Political Rights, Women, Seerah

تعارف:

اسلام نے تمام انسانوں کے حقوق کو تحفظ فراہم کیا ہے جب کہ قبل از اسلام معاشرے کا کمزور اور نادار طبقہ ہمیشہ طاقت ور طبقہ کے زیر اثر رہتا تھا۔ عورتوں کو سوسائٹی کا کمزور ترین طبقہ تصور کیا جاتا تھا اور ان کی حالت زار قابل رحم تھی۔ تاریخ انسانی میں عورت کے حقوق کے حوالے سے مختلف تصورات پائے جاتے تھے مغربی معاشرہ میں عورتوں کو اپنے حقوق کے حصول کے لئے بہت جدوجہد کرنی پڑی۔

حقوق نسواں کے لئے جدوجہد کرنے والوں میں Susan.BAnthony (1820-1906) کا نام سب سے نمایاں نظر آتا ہے جس نے ایک ایسوسی ایشن National Woman's Suffrage Association کے نام سے قائم کی تھی اور اسے ۱۸۷۲ء میں صرف اس جرم کی پاداش میں جیل جانا پڑا کہ اس نے صدر کے انتخابات میں حق رائے وہی استعمال کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس بات سے

عورتوں کے معاشرتی، معاشی اور سیاسی حقوق: سیرت طیبہ کی روشنی میں

اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مغربی معاشرہ خواتین کو حقوق دینے میں بالکل بھی سنجیدہ نہیں تھا۔ اسی طرح سماجی اور سیاسی اعتبار سے بھی خواتین کو کوئی خاطر خواہ حقوق نہیں دیئے گئے تھے بلکہ ان پر معاشرتی اور معاشی ذمہ داریوں کا اتنا بوجھ ڈالا گیا تھا جس کی یہ متحمل نہیں تھیں۔ جب کہ اسلام نے روز اول سے ہی خواتین کو مذہبی، معاشرتی، معاشی، سیاسی، سماجی اور دیگر تمام حقوق دیئے ہیں لیکن آج مغربی دنیا عورتوں کے حقوق کا ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے اور مسلمان ممالک میں ایسی تحریکیں چلا رہی ہیں کہ جس سے مسلمان خواتین کے تشخص اور ان کے اجتماعی اور انفرادی حقوق کو دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔

قبل از اسلام عورت کا معاشرتی مقام۔

قبل از اسلام عورت کو ہر طرح کی عزت و احترام سے محروم رکھا جاتا تھا اور معاشرے میں ان کی کوئی قدر و منزلت نہیں تھی چنانچہ قرآن مجید میں اہل عرب کے اس جاہلانہ تصور کو یوں بیان کیا گیا ہے: **وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ¹**۔ ترجمہ: ”اور وہ اللہ کے لئے ٹھہراتے ہیں جنہیں وہ اپنے لئے ناپسند کرتے ہیں۔“ مکہ کے کافر اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد میں سے بیٹیاں ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے اور اس بارے میں اپنی اٹکل سے کام لیتے تھے اس سے بڑھ کر یہ فرشتوں کو بھی اللہ کی بیٹیاں تصور کرتے تھے جب کہ بیٹی ہونے کو اپنے لئے ناپسند کرتے تھے۔ اس بارے میں قرآن مجید میں اللہ کا فرمان ہے: **وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ وَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ²** ترجمہ: اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں ٹھہراتے ہیں حالانکہ وہ ان سے پاک ہے اور اپنے لئے وہ جو وہ پسند کرتے ہیں۔

اسی طرح نومولود بچیوں کی پیدائش کو معیوب سمجھا جاتا تھا اور ان کو زندہ دفن کرنے کا عام رواج تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ کہیں لڑکی کی وجہ سے مجھے طعن و تشنیع کا سامنا کرنا پڑے۔ لڑکیوں کے بارے میں کفار کے اس ظالمانہ فیصلے کی عکاسی قرآن مجید میں یوں کی گئی ہے: **وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ - يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ³** دوسرے مقام پر زندہ درگور کرنے کی رسم بد کا تذکرہ یوں کیا گیا ہے: **وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ - بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ⁴** اور جب زندہ درگور کی گئی بچی سے پوچھا جائے گا کہ اسے کس جرم کی پاداش میں قتل کیا گیا تھا۔ اس حوالے سے ابن کثیر نے ایک واقعہ بیان کیا ہے: جاء قيس بن عاصم إلى رسول الله ﷺ فقال: يا رسول الله، إني وأدت بنات لي في الجاهلية، فقال: "أعنت عن كل واحدة منهن رقبة". قال: يا رسول الله، إني صاحب إبل؟ قال: "فانحر عن كل واحدة منهن بدنة"

قیس بن عاصم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول میں اپنی بیٹیوں کو زمانہ جاہلیت میں دفن کر دیا کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر بیٹی کی طرف سے ایک غلام آزاد کرو۔ قیس بن عاصم نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ میں بہت سے اونٹوں کا مالک ہوں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو ہر بیٹی کی طرف سے ایک اونٹ قربان کرو⁵۔ اس طرح کے کئی واقعات سیرت اور تاریخ کی کتب میں موجود ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سے قبل عرب کے ہاں بچیوں کو معیوب اور باعث ننگ و عار سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے ان تمام رسوم جاہلیہ کا خاتمہ کیا اور ایک فلاحی اسلامی معاشرہ تشکیل دیا۔

حقوق ملکیت سے محرومی۔

قبل از اسلام عورت کو ملکیت کا حق نہیں دیا جاتا تھا اور نہ ہی ان کو وراثت میں حق ملتا تھا بلکہ وراثت میں حق صرف مردوں کو دیا جاتا اور عورت کو بھی مال وراثت کی طرح تقسیم کیا جاتا تھا۔ اس بارے میں ابن عباس سے یا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ

کَؤْهَا⁶ کی تفسیر میں یہ روایت بیان کی ہے: ترجمہ: ”جب کوئی آدمی مر جاتا اور اس کی کوئی باندی ہوتی تو اس کا کوئی دوست اس پر کپڑا ڈال دیتا تو کوئی دوسرا دوست اس باندی پر دعویٰ (ملکیت) نہیں کر سکتا تھا اور اگر وہ باندی خوبصورت ہوتی تو یہ شخص اس سے شادی کر لیتا اور اگر بد صورت ہوتی تو ہمیشہ کے لئے اپنے پاس روک رکھتا تھا یہاں تک کہ وہ مر جاتی اور یہ اس کے مال کا وارث بنتا۔ اس کے علاوہ بھی کئی روایات سے یہی مضمون ثابت ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قبل از اسلام عورت کو کسی طرح کا حق حاصل نہیں تھا بلکہ ان کو محبوس و مقہور رکھنا مرد اپنا حق سمجھتے تھے“⁷۔

اگر ہم مغربی معاشرے کی عورتوں کے حقوق کا تجزیہ کریں تو انتہائی مایوس کن صورت کا سامنا ہوتا ہے مغربی معاشرہ عورت کے تقدس و احترام کی پامالی کو وجہ سے شکست و ریخت کا شکار ہو رہا ہے اور یہاں کی شرح طلاق کا اگر اندازہ لگایا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ مغربی معاشرہ میں طلاق کی شرح سب سے زیادہ ہے⁸۔ مغربی معاشرے کی عورت نہ صرف سماجی یا معاشرتی انحطاط کا شکار ہے بلکہ معاشی اور اقتصادی اعتبار سے بھی انحطاط کا شکار ہے۔ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق مغربی عورت کا جائزہ یوں پیش کیا گیا ہے۔

Women constitute half the world's population, perform nearly two third of its work hours, receive 1/10 of the world's property.⁹

اقوام متحدہ کی یہ رپورٹ غمازی کرتی ہے کہ وہ ممالک جو عورتوں کے حقوق کا نعرہ لگا کر مسلمانوں کو بھڑکا رہے ہیں ان کے ہاں بھی انھیں کوئی خاطر خواہ حقوق حاصل نہیں ہیں۔

اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں ان کی فہرست بہت طویل ہے لیکن ہم صرف معاشرتی، معاشی اور سیاسی حقوق کا مختصر خاکہ پیش کرتے ہیں جن سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکے گا کہ اسلام حقیقی معنوں میں عورتوں کے حقوق کا علمبردار ہے۔ اسلام نے عورت کو انفرادی و اجتماعی اعتبار سے مختلف حقوق دیئے ہیں۔ انفرادی اعتبار سے اسلام نے خواتین کو عزت و شرافت کا حق دیا ہے اور ان کی تعلیم و تربیت کی تلقین کی ہے اور ان سے احسان کا معاملہ کرنے کا حکم دیا ہے علاوہ ازیں انھیں جائیداد میں بنیادی حق دیا ہے۔ اجتماعی اعتبار سے اسلام نے عورت کو معاشرے میں جو حیثیت دی ہے وہ ماں، بہن، بیٹی، بہو اور بیوی کی ہے ان مختلف حیثیتوں سے خواتین کو معاشرے میں مختلف حقوق دیئے گئے ہیں۔ ازدواجی بندھن میں بندھ جانے کے بعد اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیئے ہیں وہ کسی دوسرے مذہب میں نہیں دیئے گئے۔ یہ اسلام کا ہی خاصہ ہے کہ اس نے خواتین کو اس طرح کی آزادی دی ہے جس کا تصور بھی محال تھا۔ اسلام نے معاشرتی حکمتوں کے پیش نظر مردوں کو تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے لیکن اسے بیویوں کے درمیان عدل و انصاف قائم کرنے سے مشروط کیا ہے اور عدل نہ ہونے کی صورت میں صرف ایک بیوی پر اکتفا کرنے کا حکم دیا ہے اس بارہ میں سورۃ النساء میں فرمایا: فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً¹⁰ ترجمہ: ”اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے تو ایک ہی سے نکاح کرو“۔

اس آیت کریمہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے تعدد ازدواج کا حکم عدل و انصاف کے ساتھ مشروط کیا ہے کہ حسن معاشرت کا تقاضا یہ ہے کہ سب سے عدل و انصاف کا معاملہ کیا جائے۔ اسلام سے قبل کئی کئی شادیاں کی جاتی تھیں لیکن ان کا مقصد جنسی تسکین اور مال و دولت سمیٹنا تھا جس تصور کی اسلام نے نفی کی اور اس کو عدل و انصاف سے مشروط کیا تاکہ معاشرے میں پائی جانے والی انارکی کا خاتمہ کیا جاسکے۔ اسلام نے عورتوں کو اختیار بلوغ کا حق دیا تاکہ کسی بھی قسم کی ظلم و زیادتی کا خاتمہ کیا جائے اور بلاوجہ اولیاء لڑکیوں پر ظلم نہ ڈھائیں۔

عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ قدامہ بن مظعون نے اپنی بھتیجی (عثمان بن مظعون کی بیٹی) کا نکاح حضرت عبداللہ بن عمر سے کر لیا اور وہ اس وقت بالغ نہیں تھی چنانچہ جب وہ بالغ ہوئی تو اس نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں معاملہ پیش کیا اور اس نکاح کو ماننے

عورتوں کے معاشرتی، معاشی اور سیاسی حقوق: سیرت طیبہ کی روشنی میں

سے انکار کر دیا۔ مسند احمد کی روایت یوں ہے: ترجمہ: صحابی رسول عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے اور ان کی ایک بی بی تھی وہ سیدہ خویلدہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئی تھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی قدامہ بن مظعون کو وصیت کی کہ وہ اس کی پرورش کرے یہ دونوں قدامہ اور عثمان میرے ماموں تھے، میں نے سیدنا قدامہ کے ہاں ماموں عثمان کی بی بی کے لئے منگنی کا پیغام بھیجا انہوں نے اس کی مجھ سے شادی کر دی سیدنا مغیرہ بن شعبہ اس لڑکی کی ماں کے پاس آئے اور انہیں مال کی رغبت دلائی پس وہ مال کی طرف مائل ہو گئی اور اس کی بی بی کا میلان ماں کی طرف ہو گیا۔ پس ان دونوں نے انکار کر دیا یہاں تک کہ ان کا معاملہ نبی ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ ﷺ سے سیدنا قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ نے کہا، اے اللہ کے رسول! یہ میری بھتیجی ہے میرے بھائی نے وصیت کے ذریعہ میرے سپرد کی ہے۔ میں نے اس کی پھوپھی کے بیٹے عبد اللہ بن عمر سے اس کی شادی کر دی ہے اور میں نے اس کی بہتری کے لیے کوئی کمی نہیں کی لیکن یہ عورت ذات ہے اس کی ماں مال کی طرف مائل ہو گئی ہے۔ بنی ﷺ نے فرمایا: یہ بچی سمجھ والی ہے اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح نہیں کیا جاسکتا۔ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! یہ بچی میرے نکاح میں آنے کے بعد مجھ سے لے لی گئی، ان کی مرضی کے مطابق اس کا رشتہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے کیا گیا ¹¹۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام نے انفرادی اور شخصی آزادی کا بنیادی حق انسانیت کو دیا ہے۔ اسلام نے عورت کو ملکیت کا حق دیا ہے جس میں اس کی اپنی کمائی کے علاوہ شوہر یا والدین کی طرف سے ملنے والے کی ملکیت ہے۔ سیرت طیبہ کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح جب حضور بنی اکرم ﷺ سے ہوا تو آپ کثیر مال کی مالک تھی اور وہ سارا مال آپ نے اسلام کی ترقی اور اشاعت میں خرچ کیا اس کے علاوہ کئی خواتین اسلام ایسی تھیں جن کے پاس کثیر مال موجود تھا جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام میں عورتوں کا مال کا مالک بننا معیوب نہیں ہے بلکہ مستحسن اقدام ہے۔

حقوق زوجیت:

اسلام نے مردوں پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ وہ خواتین کے حقوق ادا کریں قبل از اسلام اگر کوئی خاوند اپنی بیوی کو ذہنی اذیت دینا چاہتا تو وہ قسم کھا لیتا تھا کہ میں بیوی سے قربت نہیں کروں گا اس کو ایلاء کہا جاتا ہے جس سے عورت معلقہ بن کر رہ جاتی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ عورت نہ مطلقہ ہو اور نہ ہی بیوہ اور نہ ہی وہ شوہر والی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس بارے میں فرمایا: ترجمہ: ان لوگوں کے لئے جو اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھاتے ہیں تو ان کے لئے چار ماہ انتظار ہے۔ پھر اگر وہ اس (مدت کے) دوران واپس لوٹے تو اللہ بخشنے والا ہے ¹²۔

اسلام نے عبادت میں بھی خاص توازن رکھا ہے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص عبادت میں مشغولیت کی بناء پر ازدواجی تعلقات قائم نہیں رکھتا تو اسلام نے اس بات سے سختی سے منع کیا ہے اور اس کو صوم وصال کا نام دیا ہے۔ حدیث نبوی ہے

حضور ﷺ نے حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابو دراء رضی اللہ عنہما کے درمیان اخوت قائم فرمائی۔ ایک دن سلمان فارسی ابو دراء کے گھر تشریف لے گئے اور ام دراء کو غمگین پایا تو آپ نے پوچھا ام دراء یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟ آپ نے جواب دیا تمہارے بھائی کو دنیا کی ضرورت نہیں اتنے میں ابو دراء آئے کھانا تیار کروایا اور کہا کہ آپ تناول فرمائیں۔ سلمان بولے مجھے روزہ ہے۔ ابو دراء نے کہا کہ جب تک تم نہیں کھاؤ گے میں بھی نہیں کھاتا۔ جب رات ہوئی تو دونوں نے کھانا کھایا اور ابو دراء نماز کے لئے اٹھنے لگے سلمان بولے سو جاؤ چناں چہ آپ سو گئے رات کے گئے ابو دراء نماز کے لئے جا گے تو سلمان فارسی نے دوبارہ کہا سو جاؤ تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا یہاں تک کہ

رات کے اخیر پہر میں سلمان فارسی نے کہا اب اٹھو۔ چنانچہ دونوں اٹھے اور نماز ادا کی پھر سلمان فارسی نے کہا کہ تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے نفس کا بھی اور گھر والوں کا بھی لہذا ہر ایک حق دار کو اس کا حق ادا کرو۔ دن کو جب حضور ﷺ سے ملاقات ہوئی تو ابو درداء نے سارا ماجرا بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا سلمان نے سچ کہا¹³۔

سیرت کی کتب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا طریقہ تھا جب کبھی آپ کسی غزوہ پر تشریف لے جاتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے اور جس کے نام کا قرعہ نکل آتا تو اس کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے خواتین کے حقوق کا پھر پور خیال رکھا اور اس بارے میں امت کو رہنمائی فرما گئے۔

حق کفالت۔

مرد کو عورت کی تمام ضروریات کا کفیل بنایا گیا ہے اس ضمن میں اس کی خوراک، لباس، رہن سہن وغیرہ سب شامل ہیں گویا معاشی اعتبار سے عورت کو خود کفیل بنا کر معاشی بوجھ سے اس کو آزاد کیا گیا ہے تاکہ معاش کے لئے عورت کو سرگرداں نہ ہونا پڑے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مردوں کو عورتوں پر محافظ و منتظم بنایا گیا ہے: **الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ**¹⁴

سید ابوالاعلیٰ مودودی اس آیت کے ضمن میں یہ تحریر فرماتے ہیں کہ قوامیت کا مقام اللہ نے صرف مردوں کو دیا ہے اور صالح عورتوں کی دو خصوصیات بیان کی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اطاعت شعار ہوں، دوسرا یہ کہ وہ مردوں کی غیر موجودگی میں ان چیزوں کی حفاظت کریں جن کی حفاظت اللہ کرنا چاہتا ہے¹⁵۔

اسلام نے مردوں پر یہ لازم کیا ہے کہ وہ عورتوں کو اپنی استطاعت کے مطابق ٹھکانا دیں اور بلا وجہ ان کے لئے ٹھکانوں کو تنگ نہ کریں کہ وہ مجبور ہو کر گھر سے نکل جائیں اس بارے میں سورۃ الطلاق میں واضح حکم دیا گیا ہے اور احادیث میں ان کے حقوق کی پاسداری کی بھرپور تلقین کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عورت کی عزت و وقار کی حفاظت مرد کا اولین فریضہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس میں مرد کی بھی عزت ہے اور ایک دوسرے کی عزت و وقار کا خیال رکھنے کے بارے میں قرآن مجید میں بڑا لطیف اشارہ کیا گیا ہے: **هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ**¹⁶ ترجمہ: عورتیں تمہارے لئے لباس کا درجہ رکھتی ہیں اور تم ان کے لئے لباس کا درجہ رکھتے ہو۔ اس کے علاوہ عورتوں سے حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا گیا ہے کہ معاشرتی معاملات میں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا جائے۔ ارشاد باری ہے: **وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ**¹⁷ ترجمہ: اور گزران کرو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح۔

اسلام سے قبل عرب میں عورتوں کی معاشرتی زندگی قابل رحم تھی ان سے جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا اس کا خاکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ”خدا کی قسم زمانہ جاہلیت میں عورتوں کی حیثیت ہماری نظروں میں کچھ بھی نہ ہوتی تھی یہاں تک کہ اللہ نے ان سے متعلق جو احکام نازل کئے جو نازل کرنا تھے اور جو حقوق ان کے مقرر کرنا تھے کر دیئے“¹⁸۔ گویا کہ اسلام ہی ہے جس نے عورتوں کو بنیادی حقوق فراہم کئے ہیں اور ان کی پاسداری کو لازم قرار دیا ہے۔ خواتین پر ظلم و زیادتی سے منع فرمایا ہے: **وَلَا تُسْكَوْهُنَّ مُضْرَرًا لِّتَعْتَدُوا**¹⁹ ”ان کو تکلیف پہنچانے کے لئے اپنے پاس روکے نہ رکھو“

عورت کا دائرہ عمل:

عورت کا دائرہ عمل کیا ہونا چاہیے اس حوالے سے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہمارے لئے مشعل راہ ہے کہ آپ نے فرمایا: والمرأة راعية على اهل بيت زوجها وولده وهي مسئلة عنهم²⁰۔ ترجمہ: "عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے اور اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا"۔ گویا کہ عورت کا دائرہ عمل اس کا گھر بار اور اہل واولاد ہیں اسلام نے عورت اور مرد کو عزت و احترام کے لحاظ سے برابر کے حقوق دیئے ہیں لیکن ان کا دائرہ عمل مختلف رکھا ہے۔ سیاست و ملکی انتظام اور فوجی خدمات اور اس طرح کے دوسرے کام مردوں کے دائرہ عمل سے تعلق رکھتے ہیں اس دائرہ میں اگر عورت کو گھسیٹ کر لایا جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ یا تو خانگی امور تباہ و برباد ہو جائیں گے یا پھر عورتوں پر دہرا بوجھ پڑے گا جسکی بناء پر عورت اپنے فطری فرائض بھی سرانجام نہیں دے سکے گی گویا عملی اعتبار سے دوسری صورت ناممکن ہے۔ لازماً پہلی صورت ہی رونما ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عورت کے دائرہ عمل کو گھر تک محدود رکھا ہے۔ اسلام مخلوط سوسائٹی کا مخالف بھی اسی لئے ہے اور ہم نے مغربی ممالک میں اس کے بدترین نتائج بھی دیکھ لئے ہیں۔ مرد کے دائرہ عمل میں اگر عورتیں آئیں تو یہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتیں اس لئے کہ وہ ان کاموں کے لئے بنائی ہی نہیں گئی ہیں۔ لہذا اگر عورت مصنوعی طور پر مرد بن کر کچھ اوصاف مردوں کے اپنا بھی لے تو اس کا دہر نقصان خود اسی کو ہوتا ہے اور معاشرے کو بھی ہوتا ہے۔ ایسی عورت جو آدھی مردانہ اور آدھی زنانہ خصوصیات کو اپناتی ہے اس کی معاشرتی، سیاسی اور معاشی زندگی خراب ہو جاتی ہے۔

معاشی حقوق:

اسلام نے عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق دیئے ہیں اور ان کو وارثت میں حق دیا ہے۔ ارشاد باری ہے: لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا²¹۔ ترجمہ: ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکے میں خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ لڑکیوں کا بھی حصہ ہے اور یہ حصہ خدا کی طرف سے مقرر کردہ ہیں۔ اس سے یہ مفہوم مستفاد ہوتا ہے کہ لڑکا اور لڑکی دونوں وراثت میں اپنا اپنا مقرر کردہ حصہ لینے کے حقدار ہیں اور کوئی شخص ان کو اس بنیادی حق سے محروم نہیں کر سکتا۔ گویا معاشی اعتبار سے ان کو خود کفیل بنایا گیا ہے تاکہ ان کو اپنی ضروریات کے لئے کسی کی احتیاج نہ ہے۔ اس حوالے سے آیت میراث ایک بین دلیل ہے کہ اسلام نے خواتین کو وراثت میں حصہ دیا ہے جبکہ اسلام سے قبل اس کا رواج نہیں تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ²²۔ تمہاری اولاد سے متعلق اللہ کا یہ تاکید حکم ہے کہ ترکے میں لڑکے کے لئے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے اگر اکیلی لڑکی ہو تو اس کو آدھا حصہ ملے گا"۔ اس آیت کریمہ میں ایک بات نہایت قابل غور ہے کہ تقسیم وراثت کی بنیادی اکائی عورت کو قرار دیا یعنی سب وراثت کے حصے لڑکی کے حصے سے گنے جائیں گے گویا تقسیم وراثت کا مدار لڑکی ہوگی۔ اس کی تائید ہمیں حضور اکرم ﷺ کے عمل سے بھی ملتی ہے۔

حضرت سعد بن ربیع غزوہ احد میں شہید ہوئے اور ان کی اولاد میں سے صرف دو لڑکیاں تھیں۔ سعد کے بھائی نے سارے مال پر قبضہ کر لیا اور لڑکیوں کو کچھ بھی نہ دیا۔ اس پر سعد کی بیوہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا ماجرا بیان کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ آپ نے سعد کے بھائی کو بلایا اور اسے حکم دیا کہ سعد کو دونوں بیٹیوں کو اس کے ترکے میں سے دو تہائی مال دو اور بیوہ (ان کی ماں) کو

آٹھواں حصہ دواں کے بعد جو باقی بچ نکلے وہ خود رکھ لو²³۔ علاوہ ازیں عورت کو اس کے شوہر کے مال کا حقدار بھی بنایا ہے تاکہ بیوہ ہونے کی صورت میں اس کو معاشی تنگ دستی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ گویا اولاد ہونے کی حیثیت سے والدین کی میراث سے بھی معاشی فائدہ اٹھائے گی اور بیوی ہونے کی صورت میں خاوند کے مال سے معاشی فائدہ حاصل کرے گی اور یوں عورت اپنی زندگی امن و سکون سے بسر کرے گی۔ مردوں کو عورتوں کی تمام ضروریات کا کفیل بنایا گیا ہے اور عورت کو معاشی بے گار سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ مزید برآں عورت کو معاشی اعتبار سے یہ حق بھی دیا گیا ہے کہ وہ خود کوئی کاروبار کرے یا کسی جائز ذریعہ سے روزگار حاصل کرے لیکن پھر بھی معاشی کفالت کا ذمہ دار مرد ہی کو ٹھہرایا گیا ہے تاکہ معاشرتی توازن قائم رہ سکے اور خواتین کو اس بوجھ سے آزاد رکھا جائے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا معاشی عدل ہو سکتا ہے کہ اسلام نے ایسی خواتین کو بھی معاشی فکر سے آزاد کیا ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کو قرآن کی اصطلاح میں کلالہ کہا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے: **يُسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنَّ أَمْرًا هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِيهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلَثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ لِمَا لِلْأُنثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَصَلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ**²⁴ ترجمہ: لوگ آپ سے شرعی حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ اللہ تمہیں کلالہ (بغیر اولاد اولاد اور والدین) کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص فوت ہو جائے جو بے اولاد ہو مگر اس کی ایک بہن ہو تو اس کے لئے مزرہ کہ مال میں سے نصف حصہ ہے جو اس (میت) نے چھوڑا ہے۔

غلط فہمی کا ازالہ:

وراثت کی تقسیم کے اصولوں کو دیکھ کر یہ مغالطہ لگتا ہے کہ عورت کو میراث میں مردوں سے کم حصہ دیا گیا ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ فیصلہ حکمت اور بنیادی اصولوں پر مبنی ہے اور اسلام کے حسن معاشرت و معیشت کی عمدہ مثال ہے کیوں کہ اسلام نے عورت کے تقدس اور عزت و احترام کی پاسبانی کا حکم دیا ہے اور اگر عورت اپنی ضروریات کی خاطر معاش کی تلاش میں سرگرداں رہے گی تو اس کی عزت و تقدس کی چادر پامال ہوگی جو کہ اس کی عزت نفس اور تقدس ذات کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں عورت پر گھریلو ذمہ داری کا بوجھ بھی نہیں ڈالا گیا کہ وہ تمام اخراجات اپنی آمدنی سے پورے کرے بلکہ یہ کام مرد کے ذمہ لگایا گیا ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کی کفالت کا ذمہ دار ہے۔ دوسری جانب اسلام نے مردوں کو وراثت میں زیادہ حصہ اس لئے دیا ہے کہ وہ اپنے اوپر عائد خاندانی ذمہ داریوں کو بطریق احسن انجام دے سکے اور ایک مستحکم معاشرہ وجود میں آئے۔ مرد کو اضافی ذمہ داریوں کی وجہ سے میراث میں عورت سے دو گنا حصہ دیا گیا اس طرح مرد و زن کی معاشرتی، سماجی اور عائلی زندگی میں عدل و انصاف قائم کیا گیا۔

عورت کے سیاسی حقوق:

اسلام نے عورتوں کو صرف خاندان یا معاشرے تک محدود نہیں رکھا بلکہ اس کی اہلیت کی بنیاد پر اس کو مختلف حقوق بھی دیئے ہیں جو کہ تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق ہیں۔ ان میں سے ایک حق ریاستی سطح پر بھی ہے۔ معاشرے میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: **وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ**²⁵ ترجمہ: اور مؤمن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے رفیق اور مددگار ہیں وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرنے کا حکم دیتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔

عورتوں کے معاشرتی، معاشی اور سیاسی حقوق: سیرت طیبہ کی روشنی میں

اس آیت میں مرد اور عورت کو معاشرے کی فلاح و بہبود میں برابر کا شریک بتلایا گیا ہے کہ مرد و عورت سماجی معاشی دائرہ کار میں برابر ایک دوسرے کے مددگار ہیں اور سیاسی اعتبار سے وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت بجالانے میں برابر ہیں اور ان کے ایک دوسرے سے مدد کے نتیجے میں ایک متوازن معاشرہ قائم ہوتا ہے۔ اسلام نے عورت کو قانون سازی اور دیگر ملکی معاملات میں مردوں کے برابر رائے دہی کا حق دیا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ امریکہ و برطانیہ جن کو انسانی حقوق کا چیمپئن سمجھا جاتا ہے ان ممالک میں بھی ابتداء میں عورت کو بنیادی حقوق حاصل نہیں تھے اور آج موجودہ دور میں بھی عورت مساوی حقوق، آزادی اور مساوات کے لئے حیراں و ترساں ہے۔ اس کی ایک مثال انیسویں صدی میں امریکہ کی عورتوں کے حقوق کی علمبردار خاتون Susan. B Anthony کا واقعہ ہے کہ جب اس کو صدارتی الیکشن میں ووٹ ڈالنے پر گرفتار کیا گیا تھا اور ایک سوڈا لرا کرمانہ کیا گیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کو قانونی طور پر حق رائے دہی حاصل نہیں تھا²⁶۔

ولایت اور سرکار کے اہم عہدوں پر فائز ہونے کا حق کن کن کو حاصل ہے اس بارے میں امام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب السیاسة الشرعیہ میں کافی تفصیلی بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امر خلافت ایک اہم معاملہ ہے اس کا حق دار وہی ہو گا جو اس کا اہل ہو لہذا کسی ایسے شخص کو امر خلافت یا اس سے متعلق اہم امور کی نگہبانی پر مقرر کرنا جو اس کے اہل نہ ہو تو یہ ظلم اور زیادتی ہے اس بارے میں آپ نے ایک روایت نقل کی ہے جس کا مفہوم یوں ہے کہ ”جس نے مسلمانوں کی کسی چیز پر کسی ایسے شخص کو والی، حاکم یا افسر مقرر کیا حالانکہ اس سے بہتر اور اصلاح المسلمین موجود ہوں تو اس نے اللہ اور رسول سے خیانت کی“²⁷ اس سے یہ معلوم ہوا کہ حاکم وقت اور دیگر انتظامی امور کے محکموں میں اہل اور حقدار لوگوں کو مقرر کرنا چاہیے اور اس معاملہ میں اقربا پروری سے گریز کرنا چاہیے اور جو لوگ از خود ان عہدوں کے طلب گار ہوں ان کو قطعاً بھی یہ عہدہ نہیں دینا چاہیے۔ چنانچہ حدیث میں اس بات کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے عبد الرحمن بن سمرہ سے فرمایا ”اے عبد الرحمن تم امارت طلب نہ کرو اگر بغیر امارت طلب کئے تمہیں امارت مل جائے تو تم کو اللہ کی طرف سے مدد ملے گی اور اگر مانگنے سے ملی تو تمہیں خود اس کا ذمہ دار ہونا ہو گا (یعنی اللہ کی مدد نہیں ملے گی)“²⁸

حضور اکرم ﷺ نے ریاست مدینہ کے قیام کے ساتھ ہی عورتوں کو رائے دینے کا حق فراہم کیا اور آپ ﷺ کی سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے خلفائے راشدین نے بھی اپنے ادوار میں عورتوں کو ملکی معاملات میں شمولیت کا حق دیا۔ اس کی مثال سورۃ الممتحنہ کی اس آیت سے ملتی ہے کہ جو خواتین اسلام لانے کے لئے آتی تھیں تو آپ ﷺ ان سے بھی بیعت اسلام لیتے تھے۔ جس کا تذکرہ قرآن مجید میں یوں آیا ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِفْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْنَهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ²⁹ ترجمہ: اے نبی ﷺ جب آپ کی خدمت میں مؤمن عورتیں اس بات پر بیعت لینے کے لئے آئیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی اور چوری نہ کریں گی اور زنا نہ کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سے کوئی جھوٹا بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی اور امور شریعت میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی۔ تو آپ ان سے بیعت لے لیجئے اور ان کے لئے اللہ سے بخشش طلب کریں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کو اسلامی ریاست میں اس بات کا حق ہے کہ وہ اپنی سیاسی اور سماجی معاملات میں کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لیں لیکن مذکورہ شرائط کو ملحوظ رکھنا لازمی ہو گا۔ اس کی ایک مثال سیرت طیبہ سے ملتی ہے کہ جب اسماء بنت یزید

انصاریہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور خواتین کی نمائندگی کرتے ہوئے کچھ معروضات پیش کیں۔ آپ ﷺ نے ان کی فصیح و بلیغ تقریر سننے کے بعد ارشاد فرمایا۔ اے اسماء تم میری مدد کرو اور جن عورتوں کی جانب سے نمائندہ بن کر آئی ہو ان کو میرا یہ جواب پہنچا دو کہ تمہارا اچھی طرح خانہ داری کرنا، اپنے شوہر کو خوش رکھنا اور ان کے ساتھ سازگاری کرنا مردوں کے ان سارے کاموں کے برابر ہے جو تم نے بیان کئے ہیں۔ حضرت اسماء یہ جواب سن کر خوش ہوئی اور واپس چلی گئی³⁰۔

خلفائے راشدین کی بھی یہ سنت رہی ہے کہ وہ رائے دہی کے معاملات میں عورتوں سے مشورہ کیا کرتے تھے خصوصاً حضرت عائشہ سے بہت سے معاملات میں رائے طلب کی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ حضرت عمر نے اپنی خلافت کے زمانہ میں خواتین کو مجلس شوریٰ کا رکن بنایا تھا۔ ایک موقع پر جب مہر کی مقدار کی تعیین میں مجلس شوریٰ میں فیصلہ کیا جانے لگا تو ایک عورت نے کہا آپ اس حق کو کیسے روک سکتے ہیں جس کا حق ہمیں اللہ نے دیا ہے اور قرآن کی یہ آیت پڑھ کر سنائی: **وَإِنْ أَرَدْتُمْ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ فِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِنَّمَا مُبِينًا**³¹ ترجمہ: "اور اگر بدلنا چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری عورت کو اور دے چکے ہو ایک کو بہت سامان تو مت واپس لو اس میں سے کچھ۔ کیا لیا چاہتے ہو اس کو ناحق اور صریح گناہ سے"۔ اس آیت کے سننے کے بعد حضرت عمر نے اپنی تجویز واپس لی اور فرمایا: "ایک عورت نے عمر سے بحث کی اور اس پر غالب آگئی"³²۔

اجتماعی ذمہ داریاں اور عورت:

عام معاشرتی فرائض میں اسلام نے عورت اور مرد کے درمیان فرق رکھا ہے اور عورت کی ذمہ داریوں کا الگ سے تعین کیا ہے اگر ناگزیر حالات میں کوئی بو جھل کام کرنا پڑ جائے تب بھی اس کے فطری ضعف کو ملحوظ رکھا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے عورت کو امامت کا حق حاصل نہ ہے بلکہ باجماعت نماز کی ادائیگی میں بھی کچھ قیود و شرائط رکھی ہیں اسی طرح مجسٹریٹ اور جج کے عہدہ پر عورت فائز نہیں ہو سکتی۔ البتہ کچھ معاملات میں اس کی بات معتبر ہے لیکن اصول و ضوابط کے ساتھ، اس کی وجہ اس منصب کی ذمہ داری اور فرائض کا اعتبار ہے جو فطرت نے خاص طور پر عورتوں سے وابستہ رکھے ہیں۔ اسی طرح فوج میں عورتوں کی شمولیت کے بارے میں جو شواہد ملتے ہیں لیکن یہ کام اصلاً مردوں کے ذمہ ہے خواتین جنگ و جہاد میں مرہم پٹی، تیار داری، کھانا پکانا وغیرہ کے لئے تھا۔ امین احسن اصلاحی نے عورتوں کے حالات کے پیش نظر ریاست کے ساتھ تعاون کرنے کی مختلف شکلیں بیان کی ہیں جن کا مختصر تذکرہ کرنا فائدہ سے خالی نہ ہو گا۔

۱۔ ریاست کی مجلس شوریٰ میں عورتوں کی نمائندہ عورتوں کے نقطہ نظر کو بیان کرے گی اس بارہ میں اسمائت یزید انصاریہ کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے۔

- ۲۔ وہ تمام شعبہ جات جو عورتوں سے متعلق ہوں ان کو کلیہ عورتوں کی زیر نگرانی ہونا چاہیے اور ان کو اس معاملہ میں خود مختار بنایا جائے۔
- ۳۔ دیگر شعبہ جات میں بھی عورتوں سے خدمات لی جاسکتی ہیں لیکن وہ شرعی حدود کے اندر رہیں۔ جو خواتین کسی خاص فن یا علم میں مہارت رکھتی ہوں ان کو کام کرنے کا بھرپور موقع فراہم کیا جائے اور ان کی صلاحیتوں کے سے استفادہ کرنے میں کوئی چیز حائل نہ ہوگی۔
- ۴۔ فوجی خدمات میں براہ راست حصہ لینے اور فوج میں عملی شرکت کرنے کی ذمہ داری عورتوں پر نہیں لیکن اسلحہ کے استعمال، ہوائی حملہ کی صورت میں دفاع کرنا وغیرہ کئی ایک کام ایسے ہیں جن میں عورت شریک ہو سکتی ہے۔ اس لئے حکومت وقت اس بات کا اہتمام کرے گی کہ عورتیں اسلامی حدود کی اندر رہتے ہوئے ان چیزوں کو ضروری تربیت حاصل کریں تاکہ اگر کوئی ناگہانی صورت پیش آتی ہے تو عورتیں بھی ملک و ملت کا دفاع کر سکیں³³۔

نتائج البحث:

عورت کو اسلام نے عزت و تکریم عطا کی ہے جس کی بناء پر وہ معاشرے کا ایک باقار حصہ بن گئی ہے اور اس نے زندگی کے تمام شعبوں میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ سماجی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی و سفارتی کردار کے علاوہ فن تعلیم، شعر ادب، کتابت و قرأت میں بھی ان کی خدمات قابل تحسین ہیں۔ اگر عورتوں کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں کردار پر کام کیا جائے تو اس پر کئی ایک پراجیکٹ مکمل کئے جاسکتے ہیں۔ اسلامی معاشرے میں خواتین نے اسلام کے عطا کردہ حقوق کی بدولت معاشرتی، معاشی، سیاسی اور انتظامی میدانوں میں فعال کردار ادا کرتے ہوئے معاشرے کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا ہے۔ آج کے جدید معاشرتی رجحانات میں خواتین کے کردار کو فراموش نہیں کیا جاسکتا بلکہ ان کو صحیح رخ دینے کی اشد ضرورت ہے تاکہ خواتین معاشرے میں ایک مثالی کردار ادا کر سکیں اور ہمارے معاشرے کو امن و سلامتی والا معاشرہ بنا سکیں۔



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

حوالہ جات (References)

- 1۔ النحل: ۶۲ Al nahal: 62
- 2۔ النحل: ۵۷ Al nahal: 57
- 3۔ النحل: ۵۸-۵۹ Al nahal: 58-59
- 4۔ التکویر: ۸-۹ Al Takwīr: 8-9
- 5۔ ابن کثیر، ابوالفداء، اسماعیل بن عمر بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دار الطبع والنشر والتوزیع، ط: ۱۹۹۹ء، ج: ۸، ص: ۳۳۳
- Ibn Kathīr, Abu al-Fidā, Ismā'il ibn Umar ibn Kathīr, Tafsīr al Qur'an al Azīm, Dar al-Taba lil nashr w atwzie, 1999, vol.8, p.334
- 6۔ النساء: ۴-۱۹ Al nisa: 4-19
- 7۔ الطبری، ابو جعفر، محمد بن جریر بن یزید، جامع البیان فی تاولیل القرآن، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۲۰۰۰ء، ج: ۸، ص: ۱۰۸-۱۰۹، محمود، ابوالفضل، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج: ۴، ص: ۲۴۱،
- Al-Tabarī, Abu Ja'far, Muhammad bin Jarīr bin Yazīd, Jāmi al-Bayān fi Tāwīl al-Qur'ān, Muassah al-Risalah, Beirut, vol. 2000, vol. 8, p. 108. Aālūsī, Mahmūd, Abūl Fazl, Rūh al-Ma'ānī fi Tafsīr al-Qur'ān al-'Azīm and Saba' al-Mathānī, Dar hiyā al-Turāth al-Arabī, Beirut, Vol. 4, p. 241.
- 8۔ ڈاکٹر طاہر القادری، اسلام میں خواتین کے حقوق، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص: ۲۲-۲۵
- Dr. Tāhir-ul-Qādrī, Islām me khawātīn k Huqūq, Minhaj-ul-Quran Publications, Lahore, 2010, pp. 22-25.
- 9۔ ڈاکٹر طاہر القادری، اسلام میں انسانی حقوق، منہاج القرآن پبلیکیشنز، ماڈل ٹاؤن، لاہور، ط: ۲۰۱۴ء، ص: ۳۱۶-۳۲۵
- Dr. Tāhir-ul-Qādrī, Islam me Insānī Huqūq, Minhāj-ul-Qurān Publications, Lahore, 2014, pp. 316-325
- 10۔ النساء: ۳ Al nisa: 3
- 11۔ احمد بن محمد بن حنبل، المسند، عالم الکتب، بیروت، ۱۹۹۸ء، ج: ۲، ص: ۱۳۰، رقم الحدیث: ۶۱۳۶
- Ahmad bin Muhammad bin Habnal, Al-Musnad, Aālam al Kutub, Beirut, 1998, Volume: 2, Page: 130, Hadith No: 6136.
- 12۔ البقرہ: ۲۲۶ Al Baqarah: 226

¹³ - ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، الترمذی، سنن ترمذی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۱۶ء، ص: ۵۷۳، کتاب الزہد، رقم الحدیث: ۲۴۱۳۔ ابو عبد اللہ، محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، دار ابن الجوزی، القاہرہ، کتاب الصوم، باب من اقسام علی اکھیہ، رقم الحدیث: ۱۹۶۸، ج: ۲، ص: ۲۳۱،

Abu Isā, Muhammad bin Isā, al-Tirmidhī, Sunan al-Tirmidhi, Dar al-Kutub al-Ilamiyah, Beirut, 2016, P:573, Kitāb Al-Zuhd, Number of Hadith: 2413. Abu Abdullah, Muhammad bin Ismā'īl al-Bukhārī, Sahih al-Bukhārī, Dār Ibn al-Juwzī, Al-Qaira, Kitāb al-Sawm, Bab Man Iqsam Ali Akhiye, Hadith Number: 1968, Vol. 2, P. 231.

Al nisa:34 ¹⁴ - النساء: ۳۴

¹⁵ - مودودی سید ابوالاعلیٰ، اسلامی ریاست، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، ط: ۲۰۱۶ء، ص: ۳۵۲
Mawdudī Syed Abul Aalā, Islami Riyāsāt, Islamic Publications, Lahore, Q: 2016, p: 352

Al Baqarah:187 ¹⁶ - البقرہ: ۱۸۷

Al nisā:19 ¹⁷ - النساء: 19

¹⁸ - مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب فی الایلاء واعتزال النساء وختیہن، رقم الحدیث: ۱۴۷۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۲۰۱۱ء، ص: ۵۶۳،

Muslim bin Hajjaj al-Qushairī, Sahih Muslim, Kitāb al-Nikāh, Bab Fi-il-Ilāa wa-Itzāl al-Nisā wa Takhyīrhina, Hadith No: 1479, Dar al-Kutub Al-ilamiyah, Beirut, 2011, p. 563.

Al Baqarah:231 ¹⁹ - البقرہ: ۲۳۱]

²⁰ - صحیح بخاری، باب، قول اللہ تعالیٰ (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم)، رقم الحدیث: ۷۱۳۸
Sahih al-Bukhārī, bab qawli Lah tala: atiou allaha w arasula wa awolil amri minkum, Hadith No: 7138

Al nisā:7 ²¹ - النساء: ۷

Al nisā:11 ²² - النساء: ۱۱

²³ - سلیمان بن اشعث، سنن، ابوداؤد، کتاب الفرائض، باب ما جاء فی میراث الصلب، رقم الحدیث: ۲۸۹۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ط: ۲۰۱۵ء، ص: ۴۶۵
Sulaimān bin Ash'ath, Sunan, Abu Dawud, Kitāb al-Farāez, bab Ma Jaāa fi Mīrāth al-Sulb, Hadith no: 2891, Dar al-Kutub al-Ilamiyyah, Beirut, vol. 2015, p. 465

Al nisā:176 ²⁴ - النساء: ۱۷۶

Al tawbah:71 ²⁵ - التوبہ: ۷۱

Islam me khawatīn k huqūq:111-115 ²⁶ - اسلام میں خواتین کے حقوق، ص: ۱۱۱-۱۱۵

²⁷ - ابن تیمیہ، السیاسة الشرعية، مترجم، عبدالرزاق بلخ آبادی، بیت الحکمت، لاہور، ط: ۲۰۱۵ء، ص: ۳۳-۳۵
Ibn Taymiyyah, Al-Siyāsāt al-Sharia, translated by Abdul Razzaq Malīh Aābādī, Bait al-Hikamat, Lahore, 2015, pp. 33-35.

²⁸ - صحیح بخاری، باب، من لم یسأل الامارة اعانہ اللہ علیہا، رقم الحدیث: ۷۱۴۵-۷۱۴۷، ص: ۸۴۰
Sahih al-Bukhārī, Bab Man Lam Yasal Al-Amāra Aāna Allah Alaihi, Hadith No: 7145-7147, p: 840

Al mumtahinah:12 ²⁹ - الممتحنہ: ۱۲]

³⁰ - اصلاحي، امین احسن، اسلامی ریاست، دار التذکیر، لاہور، ط: ۲۰۰۶ء، ص: ۱۶۱
Islāhī, Amīn Ahsan, Islāmī Riyāsāt, Dar al-Tazikīr, Lahore, 2006, p. 16

Al nisa:20 ³¹ - النساء: ۲۰

Islāhī Amīn Ahsan, Islāmī Riyāsāt, P:162 ³² - اصلاحي امین احسن، اسلامی ریاست، ص: ۱۶۲

Ibid, P:173-174 ³³ - ایضاً، ص: ۱۷۳-۱۷۴